شجاعت اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ

جس نے میری سُنّت سے انحراف کیا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں

اتّباعِ سُنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی اصل دین ہے

برائے رابطہ

محمّد سُہیل

۴-ڈی، ۱۲/۲، ناظم آباد نمبر ۴

کراچی

ہاتھ اٹھا کر دُعا کرنا (اجتماعی و انفرادی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝

(آل عمران - ۳۱ - ۳۲)

ترجمہ: اے نبیؐ لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں سے درگذر فرمائیگا۔ وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔ ان سے کہو کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو پھر اگر وہ ایسا نہ کریں تو یقیناً اللہ ایسے لوگوں سے ہرگز محبت نہیں کرسکتا جو کفر کی روش اختیار کریں۔ (آل عمران۔ آیت نمبر ۳۱-۳۲)

قارئین گرامی! اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو اللہ سے محبت کرنے کا طریقہ بتایا ہے اور وہ صحیح معنوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہے چنانچہ فرمایا کہ لوگو تم اپنے نبی کے مطیع بن جاؤ۔ یعنی جس کام کے کرنے کا جو طریقہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتادیا صرف اور صرف وہی طریقہ اختیار کرو۔ اگر تم لوگوں نے اپنے دماغ سے نئے طریقے اختراع کئے اور سوچا کہ یہ طریقے بڑے بابرکت اور بافضیلت ہیں تو تم اللہ کے قہر وغضب کا شکار ہوگے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہرگز ایسے لوگوں سے محبت نہیں کرتا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے سے ہٹ کر نئی راہ اختیار کریں۔

خلاصہ یہ ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں اللہ کی محبت ہے اور اللہ کی محبت ہی جنت میں داخلے کا ذریعہ۔ جس سے اللہ نے محبت نہ کی اور ساری دنیا اس کی ہوگئی پھر بھی اس شخص کو جہنم کی آگ سے کوئی نہ بچاسکے گا۔

ہم کو اس حدیث میں بھی یہی بات سمجھائی گئی ہے:-

وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ اُمَّتِىْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰى قِيْلَ وَمَنْ اَبٰى قَالَ مَنْ اَطَاعَنِىْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِىْ فَقَدْ اَبٰى۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری سب امت جنت میں داخل ہوگی مگر جس نے انکار کیا۔ پوچھا گیا کس نے انکار کیا۔ فرمایا جس نے میری اطاعت کی جنت میں داخل ہوا اور جس نے نافرمانی کی تو اس نے انکار کیا۔

(بخاری بحوالہ مشکوٰۃ، جلد اول باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

مالکِ کائنات نے ہماری ہدایت کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل فرمایا نبی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے ان احکامات کو لفظ بہ لفظ تمام لوگوں کے سامنے بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ان پر عمل کی صورت میں قیامت تک پیدا ہونے والے لوگوں کے لئے اپنی سنت کو مشعلِ راہ بنادیا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو بہترین نمونہ قرار دیا ہے اور تمام مسلمانوں کو اس کو اختیار کرنے کی ہدایت فرمائی۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب - ۲۱)

ترجمہ: درحقیقت تم لوگوں کے لئے اللہ کے رسولؐ کی زندگی میں ایک بہترین نمونہ ہے۔ (سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۲۱)

گویا اللہ تعالیٰ نے اس بات کی تصدیق کردی کہ جو لوگ اللہ کی رضا کے لئے بہترین عمل کی تلاش میں ہیں ان کے لئے نبی علیہ السلام کا عمل ہی بہترین ہے۔ اس سے بہتر عمل ممکن ہی نہیں۔ تو گویا ہم کو یہ سبق دیا جارہا ہے کہ ہم اپنی آنکھوں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک عمل کا مشاہدہ کریں اور اسی کو اپنائیں اور بعد میں آنے والوں کے لئے گویا یہ حکم ہے کہ اگر تم اللہ کی نعمتوں سے مستفیض ہونا چاہتے ہو اور یہ چاہتے ہو کہ آخرت کی زندگی میں سرفرازی تمہارا مقدر بنے تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر عمل کو

صحیح احادیث میں تلاش کرو اور اس کی پیروی کرو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے تم پر زندگی کے ہر پہلو کو واضح کر دیا۔ یعنی تم کو بتا دیا ہے کہ اللہ کے سامنے کیسے جھکنا ہے اس سے دُعا کیسے کرنی ہے، کھانا کیسے کھانا ہے پانی کیسے پینا ہے، ماں باپ کا حق کیا ہے، بیوی کے ساتھ کیسے رہنا ہے، اولاد کی پرورش کیسے کرنی ہے۔ رزق حاصل کرنے کے کون کون سے ذرائع ہیں۔ کوئی مر جائے تو اس کے لئے کیسے دُعا کرنی ہے۔ اس کو کیسے دفنانا ہے اور ہم پر یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ جس شخص کے اعمال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کے مطابق ہوں گے وہ جنّت میں ان کا ساتھی بنے گا اور اگر کوئی اپنی طرف سے کسی عمل کو اختیار کرتا ہے تو گویا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے باہر ہُوا اور جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے باہر ہُوا اس کا ٹھکانہ دہکتی ہُوئی آگ کے علاوہ کچھ نہیں۔

اُوپر تحریر کی گئی قرآنی آیات و احادیث سے مندرجہ ذیل نکات واضح ہوتے ہیں:

۱: اگر کوئی شخص اپنے عقائد کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہُوئے طریقے سے آراستہ کر لیتا ہے اور پھر اپنے عمل کو بھی آپؐ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ڈھالنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے تو وہ شخص مومن کہلاتا ہے اور جنّت کا حقدار بھی سمجھا جاتا ہے۔

۲: کوئی کلمہ گو کیسا ہی محبتِ رسولؐ کا دعویدار سہی لیکن اگر وہ کوئی ایسا کام کرتا ہے جس کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے یا جس پر آپؐ کا عمل نہ ملتا ہو تو وہ مومن نہیں ہو سکتا بلکہ وہ عملاً سنّت کا انکاری ہے۔ اب اگر وہ زبان سے بھی کسی سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرے تو وہ کفر کا مرتکب ہو گا۔

معلوم ہونا چاہیئے کہ اگر کوئی شخص عبادت کے طور پر کوئی ایسا عمل کرے جس کا ثبوت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ سے نہ ملتا ہو تو وہ بدعت کہلاتا ہے۔ بدعت کا مطلب ہوتا ہے دین میں کسی نئی چیز کا ایجاد کرنا۔ اس عمل کو کرنے والا بدعتی کہلاتا

ہے۔ آئیے ذیل میں درج احادیث کا مطالعہ کرتے ہیں کہ بدعت اور بدعتی کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ ۔

عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہمارے دین میں کوئی نئی بات نکالی جو اس میں نہ تھی وہ مردُود ہے (یعنی اس کا عمل نامقبول ہے)

(بخاری ومسلم، بحوالہ مشکوٰۃ جلد اوّل۔ باب الاعتصام بالکتاب والسنّۃ)

وَعَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ

جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ بہترین راہ محمد کی ہے اور بدترین چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

(ترمذی کی حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ ہر گمراہی کا انجام جہنّم ہے)

(مسلم بحوالہ مشکوٰۃ جلد اوّل باب الاعتصام بالکتاب والسنّۃ)

اب جو لوگ کسی بھی قسم کی بدعت کو کوئی بُرا کام نہیں سمجھتے وہ جان لیں کہ بدعت کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے نفرت بھرے خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی بدعتی کام میں ملوث ہو اور اس کو بار بار یہ بتایا جائے کہ یہ عمل نبیؐ کی سُنّت سے ثابت نہیں مگر وہ پھر بھی اس پر عمل پیرا ہے تو وہ گویا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کی اہمیت کا احساس نہیں رکھتا ایسا شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے باہر ہی سمجھا جائے گا۔ البتہ وہ لوگ جن کو احساس

ہو جائے اور وہ توبہ کر کے اپنے عمل کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کے مطابق کر لیں تو یقیناً وہ فلاح پا جانے والوں میں سے ہیں۔

آج ہمارے معاشرے میں کتنے ہی ایسے کام ہیں جن کو ہم باعثِ ثواب سمجھ کر کر رہے ہیں مگر درحقیقت وہ بدعت ہیں۔ فی الوقت ہم جو مسئلہ زیرِ بحث لا رہے ہیں وہ یہ ہے کہ:

"فرض نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر انفرادی یا اجتماعی دُعا کرنا"

یہ عمل ہمارے معاشرے میں بہت زیادہ عام ہے ہر فرض نماز کے بعد لوگ یہ عمل کرتے ہیں اور اس کو بہت زیادہ باعثِ ثواب و فضیلت سمجھتے ہیں اور ایسا نہ کرنے والے کو ثوابِ دُعا سے محروم سمجھتے ہیں۔

آئیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں تلاش کرتے ہیں کہ آپؐ فرض نماز کے بعد کیا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱:

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رضی قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ قَامَ النِّسَآءُ حِيْنَ يَقْضِيْ تَسْلِيْمَهٗ وَيَمْكُثُ هُوَ فِيْ مَقَامِهٖ يَسِيْرًا قَبْلَ اَنْ يَّقُوْمَ قَالَ زُهْرِيُّ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اَنَّ ذٰلِكَ لِكَيْ تَنْصَرِفَ النِّسَآءُ قَبْلَ اَنْ يُّدْرِكَهُنَّ مِنَ الرِّجَالِ۔

اُمِ سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تھے تو آپؐ کے سلام پھیرتے ہی عورتیں اُٹھ کے کھڑی ہوتیں تھیں اور آپؐ اُٹھنے سے پہلے اپنی جگہ تھوڑی دیر ٹھہر جاتے تھے۔ زہری جو اس حدیث کے راوی ہیں کہتے ہیں کہ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ٹھہرنا اس لئے تھا کہ عورت اور مرد ایک ساتھ نہ مل جائیں"۔

(بخاری جلد اوّل۔ باب صلوٰۃ النساء خلف الرجال)

حدیث نمبر ۲:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی قَالَ كُنْتُ اَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّكْبِيْرِ۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں پہچانتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے اختتام کو آپؐ کے اللہ اکبر کہنے سے۔

(بخاری و مسلم۔ بحوالہ مشکوٰۃ جلد اوّل باب الذکر بعد الصلوٰۃ)

حدیث نمبر ۳:

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ لَمْ يَقْعُدْ اِلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا سلام پھیرتے نہ بیٹھتے مگر اس قدر کہ کہتے اللّٰھم سے آخر تک یعنی یا اللہ تو سب عیبوں سے سالم ہے اور تجھ ہی سے سلامتی ہے یعنی تمام عالم کی اور اے بزرگی اور عزت والے تو بڑی برکت والا ہے اور (ابن نمیر کی روایت میں یاذا الجلال ہے)

(مسلم بحوالہ مشکوٰۃ جلد اوّل باب الذکر بعد الصلوٰۃ)

حدیث نمبر ۴:

وَعَنْ ثَوْبَانَ رضی قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوتِهٖ اسْتَغْفَرَ ثَلٰثًا وَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔

ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرتے تو تین بار استغفار کرتے تھے اور پھر کہتے تھے یا اللہ تو سلام ہے تجھ ہی سے سلامتی ہے بابرکت ہے تو اے صاحب بزرگی اور بخشش۔ (مسلم بحوالہ مشکوٰۃ باب الذکر بعد الصلوٰۃ)

حدیث نمبر ۵:

وَعَنْ مُغِیْرَۃَ ابْنِ شُعْبَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ مَکْتُوْبَۃٍ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ۔

مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد یہ کہتے تھے کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے جو اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اقتدار صرف اسی کا ہے اور تمام تعریف اُسی کے لئے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اے اللہ جس کو تو عطا فرمائے اس کو کوئی مانع نہیں ہو سکتا اور جس کو تو روک دے اس کو کوئی عطا نہیں کر سکتا اور کسی بزرگی والے کی بزرگی تیرے مقابلے میں اس کو فائدہ نہیں دے سکتی۔

(بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ، جلد اوّل، باب نماز کے بعد ذکر)

اس کے علاوہ مختلف احادیث سے فرض نماز کے بعد سبحان اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر کے اذکار بھی ثابت ہیں۔

اُوپر تحریر کی گئی پانچوں احادیث سے کہیں بھی ہاتھ اُٹھا کر انفرادی اور اجتماعی دُعا مانگنا ثابت نہیں ہوتا بلکہ سلام پھیرنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف اذکار سامنے آتے ہیں اور پتہ چلتا ہے کہ آپؐ امامت کی جگہ سے ہٹ جایا کرتے تھے۔

آئیے اب جمعہ کی نماز کی بابت احادیث پر نگاہ ڈالتے ہیں۔

حدیث نمبر ۶:

عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِی الْجُمُعَۃِ لَسَاعَۃً لَّا یُوَافِقُھَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ یَّسْاَلُ اللّٰہَ فِیْھَا خَیْرًا اِلَّا

اَعْطَاہُ اِیَّاہُ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) وَزَادَ مُسْلِمٌ قَالَ وَھِیَ سَاعَۃٌ خَفِیْفَۃٌ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّھُمَا قَالَ اِنَّ فِی الْجُمُعَۃِ لَسَاعَۃً لَّا یُوَافِقُھَا مُسْلِمٌ قَائِمٌ یُّصَلِّیْ یَسْاَلُ اللّٰہَ خَیْرًا اِلَّا اَعْطَاہُ اِیَّاہُ۔

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ بے شک جمعہ میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ کوئی مسلمان بندہ اس کو نہیں پاتا کہ اللہ سے اس میں بھلائی کا سوال کرے مگر اللہ تعالیٰ اس کو وہ دے دیتا ہے۔ (متفق علیہ) مُسلم نے اضافہ کیا کہ وہ گھڑی بہت خفیف ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جُمعہ کے دن میں ایک گھڑی ہے کہ جب ایک مسلمان کھڑا نماز پڑھ رہا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے خیر کا سوال کرتا ہے تو وہ اس کو عطا فرما دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ، جلد اوّل، باب الجمعہ)

حدیث نمبر ۷:

عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ بْنِ اَبِیْ مُوْسٰیؓ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ شَاْنِ سَاعَۃِ الْجُمُعَۃِ ھِیَ مَا بَیْنَ اَنْ یَّجْلِسَ الْاِمَامُ اِلٰی اَنْ تُقْضَی الصَّلٰوۃُ۔

ابوبردہ بن ابی موسیٰؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے سُنا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ جُمعہ کی وہ گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے سے نماز پڑھی جانے تک ہے۔

(مسلم بحوالہ مشکوٰۃ، جلد اوّل، باب الجمعہ)

حدیث نمبر ۸:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اغْتَسَلَ ثُمَّ اَتَی الْجُمُعَۃَ فَصَلّٰی مَا قُدِّرَ لَہٗ ثُمَّ اَنْصَتَ حَتّٰی یَفْرُغَ الْاِمَامُ مِنْ خُطْبَتِہٖ ثُمَّ یُصَلِّیْ مَعَہٗ غُفِرَ لَہٗ مَا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ

الجُمعَةِ الاُخرٰی وَفَضلُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ -

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے غسل کیا پھر جمعہ کے لئے آیا، نماز پڑھی جس قدر اس کے لیے مقدر تھی پھر چُپ رہا یہاں تک کہ امام اپنے خطبہ سے فارغ ہُوا پھر اس کے ساتھ نماز پڑھی اس کے وہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں جو اس نے اس جُمعہ اور دُوسرے جُمعہ کے درمیان کیئے اور زیادہ تین دن کے -

(مسلم بحوالہ مشکوٰۃ، جلد اوّل باب التنظیف والتکبیر)

ان احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے دن مقبولیت کی ایک ساعت ہوتی ہے جس میں دُعا کرنے والے کی دُعا قبول ہوتی ہے۔ اس سے ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنے کا جواز نہیں ملتا، یہ محض مغالطہ آرائی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرمارہے ہیں کہ اس شخص کے گناہ اس وقت بخشے جائیں گے جب وہ امام کے ساتھ مل کر نماز پڑھے - یہ نہیں کہا کہ ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنے کے بعد وہ گناہ بخشے جائیں گے -

آئیے عیدین کے موقع کی احادیث کا مطالعہ کریں :

حدیث نمبر ۹ :

عَنْ اَبِی سَعِیدِنِ الْخُدرِیِّؓ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ یَوْمَ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰی اِلَی الْمُصَلّٰی فَاَوَّلُ شَیْءٍ یَبْدَأُ بِہِ الصَّلٰوۃُ ثُمَّ یَنْصَرِفُ فَیَقُوْمُ مُقَابِلَ النَّاسِ وَالنَّاسُ جُلُوْسٌ عَلٰی صُفُوْفِهِمْ فَیَعِظُهُمْ وَیُوْصِیْهِمْ وَیَاْمُرُهُمْ وَاِنْ کَانَ یُرِیْدُ اَنْ یَّقْطَعَ بَعْثًا قَطَعَهٗ اَوْ یَاْمُرَ بِشَیْءٍ اَمَرَ بِہٖ ثُمَّ یَنْصَرِفُ -

ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید

قربان کے دن عیدگاہ کی طرف نکلتے سب سے پہلے نماز پڑھتے پھر لوگوں کی طرف رُخ کر کے کھڑے ہوتے اور لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے رہتے، ان کو وعظ فرماتے اور حکم فرماتے اور اگر کوئی لشکر بھیجنا چاہتے بھیجتے یا کسی چیز کا حکم فرمانا ہوتا حکم فرماتے پھر واپس چلے جاتے -

(بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ، جلد اوّل باب الصلوٰۃ العیدین)

حدیث نمبر ۱۰ :

وَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ اَشَهِدْتَّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْعِیْدَ قَالَ نَعَمْ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی ثُمَّ خَطَبَ وَلَمْ یَذْکُرْ اَذَانًا وَّلَا اِقَامَةً ثُمَّ اَتَی النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَکَّرَهُنَّ وَاَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَرَاَیْتُهُنَّ یَهْوِیْنَ اِلٰی اٰذَانِهِنَّ وَحُلُوْقِهِنَّ یَدْفَعْنَ اِلٰی بِلَالٍ ثُمَّ ارْتَفَعَ هُوَ وَبِلَالٌ اِلٰی بَیْتِهٖ -

ابن عباسؓ سے سوال کیا گیا کہ تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید کی نماز پڑھی - کہا ہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلے، عید کی نماز پڑھی، پھر خطبہ دیا اور اذان اور تکبیر کا ذکر نہ کیا - پھر عورتوں کے پاس آئے، ان کو نصیحت کی اور احکام دین یاد دلائے اور صدقے کا حکم دیا - میں نے ان کو دیکھا کہ اپنے کانوں اور گلوں کی طرف ہاتھ دراز ہُوئے اور اپنا زیور بلالؓ کو دیتی تھیں - پھر آپؐ اور بلالؓ گھر کی طرف چلے گئے -

(بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ، جلد اوّل باب الصلوٰۃ العیدین)

اب بتائیے کہ پُورے سال میں صرف دو ہی مرتبہ یہ مُبارک مواقع آتے ہیں مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ میں سے کسی نے بھی ہاتھ اُٹھا کر اجتماعی دُعا نہیں فرمائی - حالانکہ اگر یہ کام اتنا ہی باعثِ فضیلت ہوتا ہے تو کم از کم سال کے ان دو دنوں میں تو ضرور کیا جاتا -

اس کے بعد غزوۂ بدر کے موقع پر دُعا مانگنے کی جو حدیث ملتی ہے وہ مندرجہ ذیل ہے:

حدیث نمبر ۱۱:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ اَللّٰهُمَّ اَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ فَاَخَذَ اَبُوْبَكْرٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ حَسْبُكَ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُوْلُ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۔

عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن کہا یا اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تُو اپنا وعدہ پُورا فرما۔ یا اللہ اگر تُو چاہتا ہے کہ ہم پر کافر غالب آجائیں تو پھر زمین میں تیری عبادت نہ ہوگی ابھی آپؐ نے اتنا ہی فرمایا تھا کہ ابو بکرؓ نے آپؐ کا ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کیا یارسُول اللہ بس کریں۔ اس کے بعد آپؐ یہ کہتے ہُوئے تشریف لائے عنقریب کافر شکست کھائیں گے اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔

(بخاری جلد دوئم کتاب المغازی)

اب ذرا غور فرمائیے کہ مسلمانوں پر کس قدر شدید وقت آیا ہے مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے اللہ تعالیٰ سے دُعاگو ہیں اور صحابہ کرامؓ آپؐ کے ساتھ ہاتھ اُٹھا کر آمین نہیں کہہ رہے بلکہ ابو بکرؓ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شدتِ جذبات کے دوران آپؐ کا ہاتھ پکڑ لیتے ہیں تاکہ آپؐ دُعا ختم کردیں۔

ملاحظہ فرمایا کہ فرض نماز کے بارے میں، جُمعہ کی نماز کے بارے میں، عیدین کے موقع پر، غزوہ کے وقت کی جو احادیث پیش کی گئی ہیں کیا کسی ایک حدیث سے بھی ہاتھ اُٹھا کر اور اجتماعی دُعا کا کوئی تصور ملتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ آپؐ کی تیئیس سالہ نبوت کی زندگی کی ان بے شمار احادیث میں ایک بھی ایسی حدیث نہیں ملتی کہ آپؐ نے

یا صحابہ کرامؓ نے یا بعد میں تابعین یا تبع تابعین نے فرض نماز کے بعد کبھی بھی ہاتھ اُٹھا کر یا کسی موقع پر اجتماعی دُعا کی ہو، سوائے استسقاء کے۔ جیسا کہ بخاری و مُسلم کی روایت سے ثابت ہے اور جو آج کے خُود ساختہ طریقے پر عمل کرنے والوں کے لئے تازیانہ ہے۔

حدیث نمبر ۱۲:

وَعَنْ اَنَسٍؓ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ دُعَائِهٖ اِلَّا فِي الْاِسْتِسْقَاءِ فَاِنَّهٗ يَرْفَعُ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ اِبْطَيْهِ۔

انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں اُٹھاتے تھے ہاتھ کسی بھی دُعا میں مگر استسقاء میں۔ یہاں تک اُٹھاتے کہ آپؐ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی۔

(بخاری و مُسلم بحوالہ مشکوٰۃ، جلد اوّل، باب الاستسقاء)

اب ماننے والوں کے لئے تو یہ حرفِ آخر ہے اور نہ ماننے والوں کے لئے کچھ بھی نہیں جب یہ ساری احادیث لوگوں کے سامنے آتی ہیں تو بہت سے لوگ تو مان لیتے ہیں مگر کچھ لوگ کہتے ہیں کہ "ہر عمل کا ایک طریقہ ہوتا ہے اور دُعا کا طریقہ ہاتھ اُٹھانا ہی ہے"۔

اب کوئی ان لوگوں سے پُوچھے کہ تم جو یہ نماز پڑھتے ہو یہ کیا ہے؟ نماز کا ترجمہ سمجھ لیں پتہ چل جائے گا کہ ساری کی ساری نماز دُعا ہے۔ اور پھر اس کے بعد ذرا اپنے روزمرہ کے معمولات پر غور کریں۔

صبح سو کر اُٹھے۔ دُعا پڑھی:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ۔

اب بتائیں ہاتھ کہاں اُٹھائے؟

بیت الخلاء گئے دُعا پڑھی:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَ الْخَبَائِثِ

اب بتائیں ہاتھ کہاں اُٹھائے؟

بیت الخلاء سے باہر نکلے دُعا پڑھی:

غُفْرَانَکَ

ہاتھ کہاں اُٹھائے؟

پانی پینے اور کھانا شروع کرتے وقت دُعا کی:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہاتھ کہاں اُٹھائے؟

کھانا کھا کر دُعا پڑھی:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

ہاتھ کہاں اُٹھائے؟

گھر سے نکلے دعا پڑھی:

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

ہاتھ کہاں اُٹھائے؟

سواری پر بیٹھے دُعا پڑھی:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَ اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔

ہاتھ کہاں اُٹھائے؟

اسی طرح سارے دن کے معمولات پر نگاہ ڈالیئے۔ چھینک آئی ہے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا، کسی نے پانی پلایا تو جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا کہا، دن بھر اللہ تعالیٰ سے یہی دُعا کرتے رہتے ہیں "یا اللہ رحم فرما"، "مالک ہم کو مصیبت سے

بچالے"۔ مگر ان دُعاؤں میں کوئی بھی ہاتھ نہیں اُٹھاتا، بلکہ یہ دُعائیں بیٹھے، لیٹے ہمارے مُنہ سے خود بخود نکلتی ہیں۔ بستر پر پڑا مریض کراہ کراہ کر اللہ تعالیٰ سے دُعائیں کر رہا ہوتا ہے مگر وہاں ہاتھ اُٹھانے کا کوئی تصور نہیں مگر یہی شخص مسجد میں جائے گا تو وہاں ہاتھ اُٹھائے بغیر دُعا کرنے کا اس کے نزدیک کوئی فائدہ نہیں۔

آئیے چند احادیث کا مطالعہ کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس وقت اور کس طرح دُعا فرماتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۳:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اِنِّیْ نُھِیْتُ اَنْ اَقْرَاَ الْقُرْاٰنَ رَاکِعًا اَوْسَاجِدًا فَاَمَّا الرُّکُوْعُ فَعَظِّمُوْا فِیْہِ الرَّبَّ وَاَمَّا السُّجُوْدُ فَاجْتَھِدُوْا فِی الدُّعَآءِ فَقَمِنٌ اَنْ یُّسْتَجَابَ لَکُمْ۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار میں منع کیا گیا ہوں کہ میں رکوع اور سجدہ کی حالت میں قرآن پڑھوں، پس رکوع میں اپنے رب کی بڑائی بیان کرو اور سجدہ میں دُعا مانگنے کی کوشش کرو پس لائق ہے کہ تمہارے لئے قبول کی جائے۔

(مُسلم بحوالہ مشکوٰۃ، جلد اوّل باب الرکوع)

حدیث نمبر ۱۴:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ سُجُوْدِہٖ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ کُلَّہٗ دِقَّہٗ وَجِلَّہٗ وَاَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ وَعَلَانِیَتَہٗ وَسِرَّہٗ۔

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سجدہ میں فرماتے: اے اللہ میرے گناہ بخش دے سب چھوٹے بڑے،

پہلے اور پچھلے، ظاہر اور پوشیدہ۔

(مسلم بحوالہ مشکوٰۃ جلد اوّل باب فضیلۃ السجود)

حدیث نمبر ۱۵ :

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ فَاَكْثِرُوا الدُّعَآءَ

ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ اپنے رب کے بہت قریب ہوتا ہے حالتِ سجدہ میں، پس بہت کثرت سے دعا کیا کرو سجدہ میں۔ (مسلم بحوالہ مشکوٰۃ، باب فضیلۃ السجدۃ)

حدیث نمبر ۱۶ :

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رض قَالَ كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ قَبْلَ عِبَادِهٖ السَّلَامُ عَلٰى جِبْرَئِيْلَ السَّلَامُ عَلٰى مِيْكَائِيْلَ السَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ قَالَ لَا تَقُوْلُوا السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ فَاِذَا جَلَسَ اَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَقُلِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ اِذَا قَالَ ذٰلِكَ اَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ لْيَتَخَيَّرْ مِنَ الدُّعَآءِ اَعْجَبَهٗ اِلَيْهِ فَيَدْعُوْهُ۔

عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جس وقت ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تو کہتے تھے سلام ہے اللہ پر قبل اس کے کہ ہم کہتے کہ جبرئیل پر سلام ہے میکائیل پر اور فلاں پر سلام ہے پس جب کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اللہ پر سلام نہ کہو اس لئے کہ اللہ خود سلام ہے تو جب تم میں سے کوئی نماز میں بیٹھے پس چاہیئے کہ کہے کہ واسطے اللہ کے ہی ہے تحیات اور بندگی بدن کی اور مال کی بھی۔ تم پر سلامتی ہے اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں اور سلام ہے ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، پس بیشک جب نمازی یہ دعا کہتا ہے تو اس کی برکت پہنچتی ہے ہر نیک بندے کو جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود قابل بندگی نہیں محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ پھر چاہیئے کہ جو دعا اس کو پسند ہو اللہ سے مانگے۔

(بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ جلد اوّل، باب تشہد کا بیان)

حدیث نمبر ۱۷ :

عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْا فِي الصَّلٰوةِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَ الْمَغْرَمِ فَقَالَ لَهٗ قَآئِلٌ مَّا اَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيْذُ مِنَ الْمَغْرَمِ فَقَالَ اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَ وَعَدَ فَاَخْلَفَ۔

عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگتے تھے نماز میں کہتے تھے یا الٰہی پناہ مانگتا ہوں تجھ سے عذابِ قبر کی، پناہ مانگتا ہوں تجھ سے مسیح دجّال کے فتنے کی، پناہ مانگتا ہوں زندگی کے فتنے سے اور موت کے فتنے سے، اے اللہ پناہ مانگتا ہوں تجھ سے گناہوں اور قرض سے۔ تو ایک پوچھنے والے نے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ قرض سے بہت پناہ

مانگتے ہیں، فرمایا جس وقت آدمی قرض دار ہوتا ہے تو بات کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے اور خلاف کرتا ہے۔

(بخاری ومسلم بحوالہ مشکوٰۃ جلد اوّل باب تشہد میں دُعا)

حدیث نمبر ۱۸:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَرَغَ اَحَدُكُمْ مِنَ التَّشَهُّدِ الْاٰخِرِ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ اَرْبَعٍ مِّنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ۔

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت فارغ ہو تم میں سے کوئی آخری تشہد سے تو چاہیئے کہ پناہ مانگے اللہ کے ساتھ چار چیزوں سے دوزخ کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے، زندگی اور موت کے فتنے سے اور مسیح الدجال کے فتنے سے۔ (مسلم بحوالہ مشکوٰۃ، جلد اوّل باب الدعا فی التشہد)

حدیث نمبر ۱۹:

عَنْ اَبِیْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِّمْنِیْ دُعَاءً اَدْعُوْبِهٖ فِیْ صَلٰوتِیْ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔

ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یارسول اللہ مجھے کوئی ایسی دُعا سکھائیں کہ میں اسکو مانگوں اپنی نماز میں، فرمایا کہو یا الٰہی ظلم کیا میں نے اپنے نفس پر بہت اور نہیں بخشتا گناہوں کو کوئی مگر تُو۔ پس بخش دے

مجھ کو اپنی خاص مغفرت سے اور مجھ پر رحم فرما، بے شک تُو بخشنے والا مہربان ہے۔ (بخاری ومسلم بحوالہ مشکوٰۃ جلد اوّل، باب الدعا فی التشہد)

مندرجہ بالا احادیث میں ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں دُعا کرنے کا طریقہ اور دُعائیں بتا دیں۔ اب اگر اس کے بعد بھی کوئی شخص فرض نماز کے بعد ہاتھ بلند کر کے دُعا مانگنا شروع کر دے یا جیسا کہ بعض لوگ سر پر ہاتھ رکھ کر دُعا مانگتے ہیں اور کچھ لوگ فرض نماز پڑھنے کے بعد علیحدہ سجدہ کر کے دُعا مانگتے ہیں تو یہ تمام طریقے بدعت ہیں۔ کیوں کہ کسی بھی حدیث میں نبی علیہ السلام سے یہ عمل ثابت نہیں ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر آج یہ ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر فرض نماز کے بعد اور پھر اجتماعات میں دُعائیں کیوں مانگی جاتی ہیں؟

دراصل اس کی پہلی وجہ تو لوگوں کی دین سے بے خبری اور بڑوں کی اندھی تقلید ہے اور دُوسرا یہ کہ ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنے میں دکھاوے اور ریا کا عنصر نمایاں رہتا ہے اور شیطان اس عمل کو مزین اور پُرکشش بنا کر پیش کرتا ہے چنانچہ لوگوں کو یہ انداز بہت پسند آتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِیْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ

"اپنے رب کو دل ہی دل میں عاجزی اور خوف سے اور پست آواز سے صبح و شام یاد کرتے رہو" (الاعراف۔ آیت نمبر ۲۰۵)

پھر آج کے یہ عُلماء غالباً اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے لوگوں کے مقابلے میں زیادہ پڑھا لکھا یا زیادہ دین کو سمجھنے والا خیال کرتے ہیں اور اس وجہ سے اپنے خود ساختہ طریقے ان کو زیادہ باعثِ ثواب و فضیلت محسوس ہوتے ہیں۔ پھر ان کو چند ضعیف روایات بھی مل جاتی ہیں جن کو یہ انحرافِ سنت

کے لئے جواز بناتے ہیں۔

آئیے ان روایات پر بھی ایک نظر ڈال لیں جن کی وجہ سے آج یہ امت اس بدعت میں لت پت ہے۔

۱: انس رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دُعا میں اپنے ہاتھ اُٹھاتے تھے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی۔

(بیہقی بحوالہ مشکوٰۃ، جلد اوّل)

اُوپر تحریر کی گئی حدیث نمبر ۱۲ میں انس رضؓ ہی سے بخاری و مُسلم کی متفق علیہ روایت بیان کی گئی ہے کہ " نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی دُعا میں ہاتھ نہیں اُٹھاتے تھے سوائے استسقاء کے "۔ جو راوی اس قدر واضح حدیث بیان کر رہا ہے وہ کیسے اپنی ہی حدیث کے خلاف حدیث بیان کرے گا۔ ظاہر ہے کہ یہ روایت صحیحین کے خلاف ہے اور مُنکر ہے۔

۲: سلمان رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حیادار ہے وہ حیا کرتا ہے جس وقت اس کا بندہ ہاتھ اُٹھاتا ہے کہ ان کو خالی ہاتھ واپس لوٹا دے۔

(ترمذی، ابوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ جلد اوّل)

اوّل تو سند کے لحاظ سے اس روایت کی مندرجہ بالا قوی روایات کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں۔ دُوسرے یہ کہ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نبی علیہ السلام نے نماز کے بعد یا ہاتھ اُٹھا کر اجتماعی دُعا کرنے کی کوئی ترغیب دی ہے بلکہ یہاں تو براہِ راست کی جانے والی دُعا کی قبولیت پر زور دیا گیا ہے۔ صحابہ کرام رضؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک عمل کو بہت زیادہ باریک بینی سے دیکھا کرتے تھے۔ دو ایک روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آپؐ نے کسی صحابی کے شہید ہونے پر ہاتھ اُٹھا کر دُعا فرمائی۔ مگر صحابہ کرام رضؓ نے ہاتھ نہ اٹھائے اسی طرح دو ایک

ضعیف روایتوں سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آپؐ نے نفلی نماز میں ہاتھ اٹھا کر دُعا کی لیکن یہ روایات غرائب میں شمار ہوتی ہیں اور ان کو قوی اور متواتر روایات کے مقابلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت ثابت کرنے کے لئے دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔

۳: عمر رضؓ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھاتے تو نہ واپس کرتے ان کو جب تک کہ پھیر نہ لیتے ان کو اپنے چہرے پر۔

(ترمذی، جلد دوئم، باب رفع الایدی عندالدعاء)

اس حدیث کو ترمذی نے بیان کیا ہے اور حدیث بیان کرنے کے بعد انہوں نے اس حدیث کو غریب قرار دیا ہے۔

چند ایک روایات اور بھی اسی طرح کی پیش کی گئی ہیں جو اسی طرح سنداً ضعیف ہیں اور موضوع سے ہٹ کر ہیں۔ اور بخاری و مسلم کی روایات کے مقابلے میں ان کو دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔

اب جبکہ یہ عمل واضح طور پر بدعت ثابت ہوتا ہے اور اس کا کرنے والا بدعتی قرار پاتا ہے تو بدعت اور بدعتی کے بارے میں شروع میں مذکور احادیث کی روشنی میں اس عمل میں حصہ لینے والے کو اپنا مقام متعین کر لینا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

غور فرمائیے بیہقی میں ایک حدیث اس طرح آتی ہے کہ

عَنْ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِ مَيْسَرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰى هَدْمِ الْاِسْلَامِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ مُرْسَلًا ۔

ابراہیمؒ بن میسرہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص صاحبِ بدعت کی تعظیم کرے اس نے اسلام کے گرانے

میں مدد کی ۔ (بیہقی بحوالہ مشکوٰۃ جلد اوّل باب کتاب وسنت)

اس حدیث کو پڑھ کر عاملینِ بدعت کو لرز جانا چاہیئے ۔ نبی علیہ السلام کا فرمان ہے کہ اگر کوئی شخص بدعتی کی تعظیم کرے یعنی اس کو اپنا امام بنائے اس کے پیچھے نماز پڑھے، اس کے ساتھ ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر دُعا مانگے تو گویا اس شخص کی حیثیت نبی علیہ السلام کے نزدیک اسلام کو گرانے والے کی ہے ۔

(فَاعْتَبِرُوْا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ)

یہ تمام باتیں سامنے آجانے کے بعد بھی لوگ اپنے تئیں اس عمل کو مُتبرک اور حصولِ ثواب کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ دُعا کرنے کا یہ طریقہ بہت فضیلت والا ہے اور جب بھی ان کی توجہ اس طرف دلائی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ "ہم کوئی غلط کام تو نہیں کر رہے ہیں اللہ سے دُعا کر رہے ہیں" اور کوئی اس طرح بھی کہتا ہے کہ "آپ کو پتہ نہیں جب سب مِل کر دُعا مانگتے ہیں تو یہ گھڑی کس قدر باعثِ فضیلت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کس قدر برکت فرماتا ہے"۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ بات ہم لوگوں کو کس طرح معلوم ہو جاتی ہے کہ ہمارا اپنایا ہُوا طریقہ کس قدر بابرکت ہے ۔ نبی علیہ السلام تو ہر عمل اللہ کے بتائے ہُوئے طریقے کے مُطابق کرتے تھے ۔ اور اللہ تعالیٰ آپؐ کو اس عمل کی فضیلت سے بھی آگاہ فرمادیتا تھا جس کو قولی یا فعلی حدیث کی صُورت میں ہمارے لئے مشعلِ راہ بنادیا گیا ۔ مگر آج آپؐ کی وفات کے چودہ سو سال بعد اس بدعت پر اصرار کرنے والے کیا دعویٰ کر رہے ہیں کہ (نعوذ باللہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ اٹھا کر انفرادی اور اجتماعی دُعا کی فضیلت کے بارے میں علم ہی نہ تھا ورنہ وہ بھی (نعوذ باللہ) یہی عمل کرتے جو آج ہم کر رہے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ تو قرآنِ کریم میں فرماتا ہے کہ :

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ
رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدہ - ٣)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پُوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا ۔

(سورۃ المائدہ ۔ آیت نمبر ٣)

یعنی تم لوگوں کو زندگی گزارنے کا مکمل طریقہ بتادیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تم کو ہر ہر عمل کی بابت متنبّہ کر دیا ہے اور تمہیں زندگی کس طرح گُزارنی ہے اس بارے میں شریعت اُتاردی گئی ہے ۔ اب کسی کو اس میں کسی بھی کمی و بیشی کا کوئی اختیار نہیں۔

اللہ تعالیٰ مزید فرماتا ہے :

يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۚ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ
فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ۚ (المائدہ - ٦٧)

ترجمہ: اے نبیؐ! تبلیغ کیجئے اس دین کی جو آپؐ کے رب کی طرف سے آپؐ پر نازل کیا گیا ہے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپؐ نے رسالت کا حق ادا نہ کیا ۔

(سورۃ المائدہ ۔ آیت نمبر ٦٧)

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمّہ داری تھی کہ جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو وحی فرمایا تھا اس کی تبلیغ کریں اور لوگوں کو کھول کھول کر ہر عمل کے بارے میں بتادیں اور اس آیت میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ اگر آپؐ نے ایسا نہ کیا اور کوئی عمل چھپالیا گیا تو گویا حقِ رسالت ادا نہ ہُوا ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر سب کو گواہ بنا کر یہی بات کہی تھی کہ میں نے ہر چیز لوگوں تک پہنچادی، یعنی کوئی بھی بات خواہ عقیدے کے بارے میں ہو یا عمل کے بارے میں وہ لوگوں تک پہنچادی گئی ہے ۔ اور آج جب ہمارے پاس قرآن کریم موجود ہے اور صحیح احادیثِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں جن میں ہمارے لئے جاگنے سے سونے تک، گھر سے نکلنے سے لے کر گھر میں داخل ہونے تک، نماز سے لے کر حج اور جہاد تک ہر ہر عمل کھُل کر بیان کیا گیا ہے

اور احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے نبی علیہ السلام ہر کام کی ابتدا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے کرتے اور آخر میں سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْکَ پڑھا کرتے تھے۔

آج لوگ (نعوذ باللہ) اللہ پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ مالکِ کائنات نے اس طرح ہاتھ اُٹھا کر اور اجتماعی دُعا کرنے کا مُتبرک اور فضیلت سے پُر طریقہ آپؐ کو نہیں بتایا۔ اور اگر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ کا یہ فرمان کہ "میں نے تمہارا دین (زندگی گزارنے کا طریقہ) مکمل کر دیا ہے" سچا ہے تو پھر (نعوذ باللہ) نبی علیہ السلام پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے اللہ کا بتایا ہُوا یہ طریقہ ہم تک نہیں پہنچایا اور اس کو چھپا لیا تو گویا اس طرح (نعوذ باللہ) نبی علیہ السلام نے خیانت کی اور حقِ رسالت ادا نہیں کیا۔ حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کسی کے دل میں اس طرح کی بات آنا تو دُور کی بات، ایک رائی کے دانے کے برابر آپؐ کے بارے میں بُرا خیال ہو تو ایسے شخص پر جنت حرام ہے کیونکہ ایمان والا وہ ہوتا ہے جس کا دل اللہ اور اُس کے رسُولؐ کی محبت سے پُر ہو۔

اب صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ جنت صرف اور صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع میں ہے، اگر ہم اپنی طرف سے من مانے طریقے ایجاد کر کے ان پر عمل کرنا شروع کر دیں اور اس کو باعثِ ثواب سمجھیں تو پھر ہمارا انجام یقیناً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں ہرگز نہ ہوگا۔

اُوپر کی طویل بحث سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ فرض نماز کے بعد مقتدیوں کا امام کے ساتھ مل کر اور انفرادی طور پر ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنا، فرض نماز کے بعد علیحدہ علیحدہ سجدہ کرتے ہُوئے دُعا مانگنا، سر پر ہاتھ رکھ کر دعا مانگنا، کسی بھی اجتماع کے موقع پر ہاتھ اُٹھا کر اجتماعی دُعا کرنا، یہ سب باتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ہرگز ثابت نہیں۔ اس لئے دُعا ہے کہ

اللہ ربُّ العزّت ہمیں اور تمام پڑھنے والوں کو اس بدعت سے بچائے اور دیگر بدعتیں جو ہم ثواب سمجھ کر کر رہے ہیں وہ ہمارے سامنے کھُل کر آجائیں تاکہ ہم ان سے بھی توبہ کر لیں۔ آمین

قارئین کرام!

قرآن و حدیث سے ایک مسئلہ طے ہو جانے کے بعد پھر کسی اور کی رائے کی ضرورت باقی نہیں رہتی، تاہم وضاحت اور تشریح کے لئے چند مسالک کے اکابرین کی آراء ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

۱: "جاننا چاہیئے بے شک یہ دُعا مروّج ہمارے زمانے میں جو فرض نمازوں کے بعد کی جاتی ہے امام اور مقتدی مل کر دُعا کرتے ہیں ہاتھ اُٹھاتے ہیں آمین آمین کہتے ہیں اس طرح کی دُعا نبیؐ کے زمانے میں نہ تھی۔ ہاں بعدُ الفرائض دُعا کا ثبوت ہے بالکثرت مگر بلا اجتماع اور بغیر ہاتھ اُٹھائے۔"

(محدث انور شاہ کاشمیری، عرف الشذی علی الترمذی)

۲: "یہ دُعا جو آئمہ مساجد سلام پھیرنے کے بعد کرتے ہیں۔ آمین آمین کہتے ہیں، چنانچہ عرب و عجم کے مُلکوں میں رواج ہے یہ طریقہ نبیؐ کی عادتِ شریفہ سے نہیں، اور اس باب میں کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں ہوئی ہے۔"

(جناب عبدالحق محدث، صفحہ ۹ شرح السفر)

۳: "اور ابن حجر عسقلانی نے اس کی تشریح کی ہے کہ ہاتھ اٹھا کر جمع کیا تو دُعا کرنا بدعت ہے۔ میں احمد کہتا ہوں ابنِ حجر نے جو کہا ہے وہ بالکل حق ہے جس میں کوئی شبہ نہیں کیونکہ تعریف بدعت اس اجتماعی دُعا پر صادق آتی ہے۔ (علامہ احمد بن الحموی الحنفی صفحہ ۴۰ شرح الاشباہ والنظائر)

۴: "یہ نبیؐ کی تعلیمات اور شریعتِ اسلام کی احیاء کی صریح مخالفت ہے کہ دعاؤں اور وظیفوں کو نماز فرض کے ساتھ اس طرح جوڑ دیا کہ دیکھنے والے یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ یہ وظیفے اور دُعائیں بھی گویا نماز کا جُز ہیں، جو امام یہ دُعائیں اور وظائف سب مقتدیوں کو ساتھ لے کر نہ پڑھے اس نماز کو مکمل نہیں سمجھا جاتا بلکہ اس پر طرح طرح کے الزام لگائے جاتے ہیں۔"

(مفتی محمد شفیع ۔ صـ۱۹، سنّت وبدعت)

۵: "مکروہ ہے دعائے رمضان میں ختم قرآن کے موقع پر اور اس طرح اجتماعی دعا کبھی صحابہؓ سے منقول نہیں۔"

(برازیہ علی ہامش ہندیہ، صـ۳۸۰)

۶: "نماز سے سلام پھیرنے کے بعد دُعا کرنا خواہ منہ قبلہ کی جانب ہو یا مقتدیوں کی طرف، نبیؐ کے طریقہ میں ہرگز نہ تھا اور نہ اس کی نقل نبیؐ سے اسناد صحیح یا حسن کے ساتھ آئی ہے اور نمازِ فجر یا عصر کے ساتھ اسکی تخصیص کرنا بھی نبیؐ کا فعل نہیں۔ نہ خلفائے راشدین کا نہ اپنی اُمت کو اس کی رہنمائی کی ہے۔"

(حافظ ابن القیم ۔ زاد المعاد ۔ صـ۶۶، جلد ۱)

۷: "نماز کے بعد امام اور مقتدیوں کا مل کر دُعا کرنا بدعت ہے۔"

(ابن تیمیۃ الفتاویٰ الکبریٰ، صـ۱۸۴، جلد نمبر ۱)

۸: "کسی نے نبیؐ سے یہ نقل نہیں کیا کہ نبیؐ اور صحابہؓ نے فرض اور سنّت نمازوں کے بعد اجتماعی دُعا کی ہو۔"

(ابن تیمیۃ الفتاویٰ الکبریٰ، صـ۳۹۱، جلد نمبر ۲)

۹: "اجتماعی شکل میں دُعا مانگنے اور ذکر کرنے جس کے لئے اہلِ بدعت

جمع ہو کر مانگتے ہیں سلف صالحین سے منع وارد ہے۔"

(امام شاطبی ۔ الاعتصام صـ۲۶۹، جلد ۱)

۱۰: "قرآنی نے اجتماعی دُعا فرضوں کے بعد بدعات مکروہہ سے امام مالک کے مذہب پر ذکر کیا ہے کہ مذہب امام مالک میں دُعا اجتماعی بدعتِ مکروہہ ہے۔"

(امام شاطبی ۔ الاعتصام صـ۳۴۵، جلد ۱)

۱۱: "اور دعا اجتماعی بعد سنّت کے قائلین کے لئے کوئی دلیل نہیں، ان احادیث میں کہ ان میں نماز کے بعد دُعا کی ترغیب آئی ہو۔"

(ظفر احمد عثمانی حنفی دیوبندی ۔ اعلاء السنن صـ۱۴۲)

۱۲: "یہی وجہ ہے کہ نبیؐ اور صحابہؓ وتابعین اور آئمہ دین میں کسی سے یہ صورت منقول نہیں کہ نمازوں کے بعد وہ دُعا کریں اور مقتدی آمین کہتے رہیں، خلاصہ یہ ہے کہ یہ طریقۂ مروجہ قرآن کے بتائے ہوئے طریقۂ دُعا کے بھی خلاف ہے۔"

(مفتی محمد شفیع دیوبندی حنفی ۔ احکام الدُعا)

۱۳: "اہلسنّت والجماعت کہتے ہیں ہر فعل اور قول جو کہ صحابہ کرامؓ سے ثابت نہ ہو وہ بدعت ہے کیونکہ اگر وہ فعل اور قول اچھا ہوتا تو صحابہ کرامؓ ضرور کرتے کیونکہ انہوں نے کوئی خیر اور نیکی کے کام نہیں چھوڑے ہیں۔"

(تفسیر ابن کثیر، صـ۱۵۶، جلد نمبر ۱)

۱۴: "اور پہلا مقدمہ یہ ہے کہ یہ اجتماعی طریقۂ دُعا میں خلاف سنّتِ نبوی ہے۔"

(نقیب احمد باطلی، ثامنہ عشرۃ)

۱۵: "اور اس طرح کہا جائے گا ہر اُس آدمی کو جو عبادتِ بدنی خالص میں کوئی

ایسی صفت پیدا کرے جو زمانۂ صحابہؓ میں نہ ہو (یعنی اس کو بدعت و حرام کہا جائے گا)۔"

(حافظ ابن دقیق العید، مجالس ابرار۔ ص۱۳۳)

۱۶: "ابن ماجشون کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا فرماتے تھے کہ جس نے اسلام میں کوئی بدعت نکالی جس کو وہ بھلائی سمجھتا ہے تو گویا اس نے بدگمان کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ادائی رسالت میں خیانت کی ہے۔"

(الاعتصام۔ ص۵۱، جلد ۱)

۱۷: "یقیناً اہلِ بدعت گمراہی والے ہیں اور ان کا ٹھکانہ میں دوزخ ہی میں خیال کرتا ہوں۔"

(ابی قلابہ تابعی۔ الاعتصام ص۸۳، جلد ۱)

۱۸: "یحییٰ ابن کثیر نے کہا ہے کہ جب تمہاری بدعتی سے ملاقات ہو تو اس کا راستہ چھوڑ کر دُوسرے راستے کو چل۔"

(الاعتصام۔ ص۸۴، جلد ۱)

۱۹: "ابو یوسف نے فرمایا کہ بدعت کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا درُست نہیں۔"

(اکبر ملا علی قاری۔ ص۵)

۲۰: "احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ ان اہل بدعت میں کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھے۔ (آگے لکھتے ہیں) امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بدعت والے کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز سمجھتے تھے اور اسی طرح امام ابو یوسف سے روایت ہے۔"

(عمدہ القاری شرح بخاری، بدرالدین الحنفی ص۲۳۲، جلد ۵)

۲۱: "بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔"

(رشید احمد گنگوہی دیوبندی۔ فتاویٰ رشیدیہ۔ ص۲۹۹)

بحوالہ

التحقیق الحسن فی نفی دُعاء الاجتماعی بعد الفرائض والسنن

حکیم مولوی عمادالدین۔ ژوب۔ بلوچستان

قارئین کرام! گذشتہ طویل بحث سے یہ بات بخوبی ثابت ہو چکی ہے کہ ہاتھ اُٹھا کر اجتماعی دُعا سوائے استسقاء کی نماز کے چونکہ کسی اور موقع پر اللہ کے آخری رسولؐ کی سُنّت سے ثابت نہیں لہٰذا بدعت ہے اور خاص طور پر نماز کے بعد تو نبیؐ کا معمول اللہ کا ذکر اور اس کی تعریف بیان کرنا تھا۔ لہٰذا اگر ہم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا دعویٰ رکھتے ہیں تو ہمیں ہر عبادت نبیؐ کے طریقہ پر ہی کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ

ترجمہ: "اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسُول کی اور اپنے اعمال برباد نہ کرو۔" (سورۃ محمد۔ آیت ۳۳)

یعنی اگر ہمارا کوئی عمل ایسا ہوا جس میں ہم نے اللہ اور اس رسُولؐ کے بتائے ہوئے طریقے سے ہٹ کر کوئی طریقہ اختیار کیا تو پھر اللہ کے ارشاد کے مطابق ہمارا وہ عمل برباد اور ضائع ہو جائے گا اور اس کا ہمیں کوئی اجر نہیں ملے گا۔ اللہ کے نزدیک

بڑا مجرم ہے وہ شخص جو اللہ کا حکم اور اس کے نبیؐ کی سُنّت سامنے آجانے کے بعد اُس سے مُنہ پھیرے اور کوئی دوسرا طریقہ اختیار کرے جو کہ اس کا یا دُوسرے لوگوں کا ایجاد کردہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَ اَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ۝ (سُورۃ انفال - آیت ۲۰)

ترجمہ: "اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسُولؐ کی اطاعت کرو اور اس سے مُنہ نہ موڑو جبکہ تم اس کا حکم سُن رہے ہو۔" مقصد یہ کہ اللہ اور اُس کے رسُولؐ کا حکم سامنے آجانے کے بعد ایمان کے دعویداروں کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اس سے منہ موڑ کر کسی اور طریقہ کو اپنائیں۔ اللہ نے اہلِ ایمان کا انداز تو یہ بتایا ہے کہ:

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا١ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (سورۃ نور - ۵۱)

ترجمہ: "یقیناً مومنین کی بات تو یہ ہونی چاہیئے کہ جب ان کو اللہ اور اس کے رسُولؐ کیطرف بُلایا جائے تاکہ وہ ان کے معاملات کا فیصلہ کر دیں تو یہ کہیں کہ ہم نے سُنا اور ہم نے اطاعت کی اور ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔" بلکہ یہ انداز تو اللہ نے منافقین کا بتایا ہے کہ "جب انہیں اللہ اور اس کے رسُولؐ کے احکامات کی طرف بُلایا جاتا ہے تو وہ کنی کتراتے ہیں۔" (النساء - ٦١) لہٰذا قرآن و سُنّت کی روشنی میں ہمیں اپنے عقائد و اعمال کا جائزہ لینا چاہیئے اور اللہ اور اسکے رسُولؐ کی اطاعت کو اپنی زندگی کا محور بنانا چاہیئے۔ ذیل میں مختصراً چند اور مشہور بدعات کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے جنہیں آج ثواب سمجھ کر کیا جا رہا ہے لیکن وہ سُنّتِ رسُولؐ کے خلاف ہونے کی وجہ سے ثواب کے نہیں بلکہ گناہ کے کام ہیں۔

دانے دار مالا پر تسبیح پڑھنا نبیؐ نے ہمیشہ اپنی اُنگلیوں پر تسبیح کو شمار کیا اور صحابہؓ کو بھی یہی تعلیم دی کہ انگلیوں پر تسبیح کو شمار کیا کرو کیونکہ قیامت کے دن انگلیاں

گواہی دیں گی۔ (سنن ابی داؤد) نبیؐ داہنے ہاتھ کی انگلیوں پر تسبیح کو شمار کیا کرتے تھے۔ (سنن ابی داؤد) نبیؐ اور صحابہؓ سے کسی حدیث میں یہ ثابت نہیں کہ آپ نے دانیدار مالا پر تسبیح شمار کیا ہو، لیکن آج یہ بدعت دینداری کا مظہر بنی ہوئی ہے۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے تو ایک یہودی عورت کے ہاتھ میں اسی قسم کی مالا دیکھی تو انہوں نے اسے توڑ دیا تھا۔

اذان سے پہلے یا بعد میں صلوٰۃ وسلام

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مؤذنین بلال، عبداللہ بن ام مکتوم اور ابو محذورہ رضی اللہ عنہم کو جو اذان تعلیم فرمائی اور جسے وہ زندگی بھر دیتے رہے وہ اللہ اکبر سے شروع ہوتی تھی اور لا الٰہ الا اللہ پر ختم ہوتی تھی۔ اُنہوں نے کبھی اذان سے پہلے یا بعد میں صلوٰۃ وسلام نہیں پڑھا حالانکہ صحابہؓ نبیؐ سے سب سے زیادہ محبت کرنے والے تھے لیکن آج اذان سے پہلے اور بعد میں صلوٰۃ وسلام پڑھنے کی بدعت ایجاد کر لی گئی ہے اور وہ بھی ندائیہ الفاظ سے نبیؐ کو پکارا جاتا ہے جو کہ سراسر شرک ہے۔

عید میلادُ النبیؐ

اللہ کے نبیؐ نے صحابہؓ کو دو عیدین بتائیں لیکن آج تیسری عید "میلادُ النبیؐ" ایجاد کر لی گئی ہے جو کہ نہ نبیؐ نے اپنی ساری زندگی میں منائی اور نہ صحابہؓ نے ہی منائی جو کہ نبیؐ سے سچی محبت کرنے والے تھے لیکن آج عشقِ رسُولؐ کے نام سے یہ بدعت بھی زور شور سے شروع کر دی گئی ہے، گلیاں سجائی جاتی ہیں اور جلوس نکالے جاتے ہیں اور پھر مُشرکانہ نعتیں پڑھی جاتی ہیں جن میں نبیؐ کو اللہ سے بلا دیا جاتا ہے، گویا صحابہؓ تو اس محبت سے محرُوم ہی چلے گئے۔

وضو اور نماز روزہ وغیرہ میں بدعات

وضو میں گردن کا مسح کسی بھی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے لیکن اسے بھی وضو کا رُکن سمجھ کر کیا جاتا ہے جبکہ یہ صریحاً بدعت ہے۔ اس کے علاوہ نماز کی نیت، روزہ کی نیت کے الفاظ آج گھڑ لیے گئے ہیں جبکہ نبیؐ اور صحابہؓ سے کسی بھی عبادت

کی نیت زبان سے کرنا ثابت نہیں، بلکہ نیّت تو دل کے ارادے کا نام ہے،
جیسا دل میں ارادہ ہوگا اس کے مطابق ہمارے اعمال کا اللہ کے نزدیک معاملہ
ہوگا۔نبیؐ نے تو بتایا ہے کہ ہر عمل کا دارو مدار نیّت پر ہے (صحیح بخاری) جبکہ آج
صرف روزہ، نماز اور دو تین اور عبادتوں کی تو نیّت زبان سے کی جاتی ہے اور
باقی سینکڑوں کام بغیر زبان سے نیت کیئے انجام دیئے جاتے ہیں۔جبکہ زبان
سے نیت کرنا بدعت ہے۔

مروّجہ قرآن خوانی

آج ایک بدعت یہ بھی زور و شور سے جاری ہے کہ اجتماعی طور پر لوگ بغیر
کچھ سمجھے قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور اسے قرآن خوانی کا نام دیا جاتا ہے، حالانکہ
نبیؐ نے ایسا کبھی نہیں کیا بلکہ قرآن وحدیث کا درس ہوتا تھا جس میں قرآنی آیات
کی تشریح بیان کی جاتی تھی، بتایا جاتا تھا کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں ہم سے کیا تقاضا کرتا
ہے۔یہ نہیں تھا کہ پڑھا اور بغیر کچھ سمجھے اُٹھ گئے۔اور آج اکثر اس مروجہ قرآن
خوانی کا مقصد مُردوں کو ثواب پہنچانا ہوتا ہے، جبکہ قرآن وحدیث میں ایصالِ ثواب
کا کوئی تصور ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ " انسان کو وہی ملے گا جو اُس
نے خود کیا ہوگا"۔ (سورہ النجم۔آیت نمبر ۳۸۔۳۹) اسی طرح مروّجہ فاتحہ خوانی کا بھی
نبی علیہ السلام اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے کوئی ثبوت نہیں ملتا لہٰذا یہ بھی بدعت ہے۔
اللہ تعالیٰ ہمیں بدعات وگمراہی سے بچائے اور سُنّت کا متبع بنائے۔آمین

آخر میں یہ بھی واضح کرنا ہے کہ یہ کتابچہ صرف اور صرف اللہ کی رضا کیلئے
اور اُسی سے اَجر کی اُمید رکھتے ہُوئے لوگوں کے ایمان وعمل کی
اصلاح کے لئے مُرتب کیا گیا ہے اس کی کوئی قیمت نہیں ہے کوئی اور اس
مقصد کیلئے اس کو چھپوا کر تقسیم کرنا چاہے تو اس کی اجازت ہے۔